جلد ۴۳/۸ - ۱۴ وفا ۱۳۳۳ ہش | ۱۳ ذی القعدہ ۱۳۷۳ھ | ۱۴ جولائی ۱۹۵۴ء - نمبر ۱۰۱

وفاقی پارلیمنٹ کو نیا صوبہ بنانے یا موجودہ صوبوں میں ردّوبدل کرنے کا اختیار دیدیا گیا

کسی یونٹ کی حدود میں تبدیلی کرنے سے پہلے اس یونٹ کی رائے معلوم کرلی جائے گی

کراچی ۱۳ جولائی۔ آج کراچی میں مجلس دستور ساز نے وفاقی پارلیمنٹ کو نیا صوبہ بنانے یا موجودہ صوبوں میں ردوبدل کرنے کا اختیار دے دیا۔ اب تک یہ اختیارات گورنر جنرل کے پاس تھے۔ مجلس دستور ساز نے کراچی کے وفاقی علاقے کے نظم و نسق میں ردوبدل کرنے کے اختیارات بھی جو اب تک گورنر جنرل کے پاس تھے۔ وفاقی پارلیمنٹ کو دے دیئے۔ مجلس نے اس بارہ میں مسٹر گزدر کے دو بل منظور کر لئے۔ البتہ اس نے وزیر قانون مسٹر بروہی کی یہ ترمیم منظور کرلی۔ کہ کسی یونٹ کی حدود میں تبدیلی کرنے کا قانون پاس کرنے سے پہلے اس یونٹ کی رائے معلوم کرلی جائے۔ مجلس نے یہ ترمیم بھی منظور کرلی۔ کہ ان قبائلی علاقوں کے دو دو نمائندے صوبائی اسمبلی میں پہنچنے چاہئیں۔ جنہوں نے ۵۳-۱۹۵۲ء میں رضاکارانہ طور پر صوبہ سرحد کے اضلاع مردان و ہزارہ میں شمولیت اختیار کرلی تھی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت

ناصر آباد ۱۰ جولائی (بذریعہ ڈاک) مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت آج خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

احباب اپنے پیارے امام کی کامل صحت یابی کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

احباب حضرت میاں صاحب کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں

لاہور ۱۳ جولائی (بوقت نو بجے شب) حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق مکرم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی طرف سے حسب ذیل اطلاع موصول ہوئی ہے:۔

"رات حضرت میاں صاحب کو نیند اچھی آگئی۔ آج دن بھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے طبیعت اچھی رہی دل کی حالت بھی بہتر رہی۔ اور نقرس کی تکلیف میں بھی نمایاں افاقہ رہا۔ ہلکا ٹمپریچر ابھی تک ہو رہا ہے۔ احباب حضرت میاں صاحب کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں"۔

(خاکسار ڈاکٹر مرزا منور احمد)

پاکستان کا آئندہ دارالحکومت کراچی ہی ہوگا

مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی کی سفارش

کراچی ۱۳ جولائی۔ کراچی میں مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی نے بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی وہ سفارشات منظور کرلی ہیں۔ جن میں نئے دستور کے تحت مرکز کی دارالحکومت کراچی ہی رہے گا۔ البتہ پارٹی نے یہ بات مان لی ہے۔ کہ آئندہ جو وفاقی پارلیمنٹ بنے گی وہ معمولی اکثریت کی بنا پر اس پر غور کر سکے گی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اس مہینے کے ختم ہونے سے پہلے تمام سفارشات کے بارہ میں فیصلہ ہو جائیگا۔ جس کے بعد دستور ساز اسمبلی کا اجلاس ایک ماہ کے لئے ملتوی ہو جائے گا۔

دوائیوں پر سے کنٹرول ہٹا لیا جائیگا

کراچی ۱۳ جولائی۔ اس سال یکم ستمبر سے دوائیوں پر کنٹرول ہٹا لیا جائیگا۔ اس امر کا انکشاف وزیر تجارت مسٹر فضل علی نے کراچی میں ایک پریس کانفرنس میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ دوائیوں کے درآمدی لائسنس کھلے الاٹمنٹ سے بھی زیادہ فراخدلی سے دیئے جائیں گے۔ وزیر تجارت نے اعلان کیا۔ کہ حکومت پاکستان بعض ان ملکی مصنوعات کی درآمد کی اجازت دینے پر غور کر رہی ہے۔ جو اعلیٰ درجہ کی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ مشرق وسطیٰ اور بالخصوص افغانستان سے پاکستان کی تجارت بڑھ گئی ہے۔ ترکی کے ساتھ تجارت کے امکان کا دونوں ملکوں کے ماہر جائزہ لے رہے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ جاپان کے ساتھ تجارتی معاہدہ کے متعلق ایک دو روز میں بات چیت شروع ہو جائے گی۔

روزنامہ الفضل لاہور

مورخہ ۱۴ وفا ۱۳۳۲ ہش

اسلامی ممالک کے لئے نہایت نازک دور

جہاں برطانیہ کا دستور قدیم اور جدید کا ایک طرفہ مرکب ہے۔ جو تحریری بھی نہیں۔ فرانس کا دستور تحریری ہے۔ برطانیہ کے دستور میں ابھی تک بادشاہی موجود ہے۔ مگر فرانس نے پہلے ہی طوفان میں بادشاہی کا خاتمہ کر دیا۔ جہاں برطانیہ میں ابھی تک نوابی طبقہ قائم ہے۔ اور پارلیمان کا ایک ایوان ہاؤس آف لارڈز کہلاتا ہے۔ فرانس میں کوئی ایسی چیز نہیں۔

دونوں ملکوں کے دستور کے خواص کا معائنہ کیا جائے۔ تو معلوم ہوگا کہ برطانیہ میں جمہوریت کی بہت سی خوبیاں موجود ہیں۔ جس کی وجہ شاید یہ ہے کہ حکومت کے مختلف طبقوں کی موجودگی کی وجہ سے عوامی اکثریت منہ زور نہیں ہونے پاتا۔ دوسری طرف فرانس کا یہ حال ہے کہ اس میں جب سے جمہوریت قائم ہوئی ہے۔ کوئی وزیر اعظم دو سال سے زیادہ اپنے عہدہ پر قائم نہیں رہ سکا۔ آج بھی یہی عالم ہے کہ دو دن نہیں گزرتے کہ وزارت میں تغیر و تبدل ہو جاتا ہے۔

برطانیہ کا حال اس سے بالکل مختلف ہے۔ وہاں جو وزیر اعظم بنتا ہے۔ اس کو اپنی قابلیت کے اظہار کا پورا پورا موقعہ ملتا ہے۔ وہ بھی بعض وقت فاش غلطیاں کرتا ہے۔ اس کے مخالف بھی پارٹیاں موجود ہوتی ہیں۔ لیکن وہ صبر سے کام لیتی ہیں۔ اور آئینی طریقوں کے سوا مخالف پارٹی کو اقتدار سے گرانے کی کوشش نہیں کرتیں۔ جو پارٹی برسر اقتدار نہیں ہوتی۔ وہ برسر اقتدار پارٹی کو زک دینے کے لئے بے شک کوشاں رہتی ہے مگر بہر حال ملک و قوم کے مفاد کو پیش نظر رکھتی ہے محض مخالفت کے لئے مخالفت نہیں کرتی۔ بلکہ ٹھوس باتیں ان کے سامنے رکھتی ہے۔ وہ ذرا ذرا سی بات پر مظاہرے اور نعروں پر نہیں اتر آتی۔ بلکہ جہاں تک ملکی مفادات کا تعلق ہے۔ حکومت کے ساتھ تعاون کرتی ہے۔ ایوان عام میں بے شک بعض دفعہ بڑی سخت جھڑپیں ہوتی ہیں۔ مگر ان کا کوئی برا اثر قوم کی رفتار ترقی پر نہیں پڑتا۔

دوسری عالمگیر جنگ کے بعد برطانیہ اور فرانس دونوں کی حالت سخت خراب ہو گئی۔ جہاں برطانیہ نے اپنی حالت کو آہستہ آہستہ بہتر بنالیا۔ وہاں فرانس روز بروز کمزور ہوتا جاتا ہے۔ اور اگر برطانیہ اور امریکہ اس کو سہارا نہ دیتے تو کب کا تباہ ہو چکا ہوتا۔

آج ہم دیکھتے ہیں کہ اسلامی ممالک نہایت نازک دور میں سے گزر رہے ہیں۔ مغربی ممالک ان پر چھائے جا رہے ہیں۔ اور انہیں ہر طرح سے دبائے رکھنا چاہتے ہیں۔ نہ صرف مغربی ممالک بلکہ ایشیا کے بعض ملک خاص طور پر اسلامی ممالک کی ترقی کو نہیں دیکھ سکتے۔ اسلامی ممالک کے عین مرکز میں نہ صرف "اسرائیل" کو قائم کر دیا گیا ہے۔ بلکہ اس کو ہر طرح سے مدد دی جا رہی ہے۔ پھر بھارت کا سلوک بھی خاص کر پاکستان کے ساتھ اچھا نہیں ہے۔

ایسی حالت میں مسلمانوں کو اگر کوئی چیز بچا سکتی ہے۔ تو وہ ان کا اندرونی امن ہے۔ جو افسوس ہے کہ یہاں ناپید ہے۔ ان ممالک کی لیڈر شپ نہایت بے حوصلہ اور مفاد پرست ہے۔ ایک پارٹی یا فرد برسر اقتدار آتا ہے۔ تو اس کو موقعہ نہیں دیا جاتا کہ وہ اپنی قابلیت کا مظاہرہ کر سکے۔ دوسرے ہر وقت اس کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ کہ جس قدر ممکن ہو اس کے لئے فضا غیر مطمئن اور تلخ بنائی جائے حکومت کا اکثر وقت ان لوگوں کی پیدا کی ہوئی تلخیوں کو دور کرنے ہی میں صرف ہو جاتا ہے۔

یہ بیماری یہاں تک پہنچ گئی ہوئی ہے کہ اگر کسی پارٹی کے کسی رکن کو حکومت کسی عہدے سے ہٹاتی ہے۔ تو وہ یا تو اپنی نئی پارٹی بنالیتا ہے۔ اور یا تخریبی عناصر کے ساتھ جا ملتا ہے۔ اور جس حکومت کا وہ پہلے خود ایک پرزہ تھا اس کی برائیاں کرنے لگتا ہے۔ اس کو ذرا خیال نہیں آتا۔ کہ جو الزامات وہ حکومت پر لگا رہا ہے۔ وہ الزامات اس پر بھی عائد ہو سکتے تھے جب وہ خود حکومت کا پرزہ تھا۔ چونکہ اسلامی ممالک میں عوام کی سیاسی ذہنیت ابھی اچھی طرح بیدار نہیں ہوئی۔ ان کو حکومت کے خلاف برانگیختہ کر لینا بڑا آسان ہوتا ہے۔ اس لئے جو شخص حکومت سے ناراض ہوتا ہے۔ وہ عوام کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔

حکومت کی بہت سی خوشحالی کی تجاویز اسی اندرونی کشمکش کی وجہ سے رک جاتی ہیں۔ اور تخریب پسند عناصر بجائے حکومت کی مدد کرنے کے عوام کی بدحالی کو جو خود ان کی پیدا کی ہوئی رکاوٹوں کا نتیجہ ہوتی ہے۔ حکومت کے خلاف عوام کو برانگیختہ کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اس طرح ملک میں بے اطمینانی اور بے چینی بڑھتی جاتی ہے۔ کام خراب ہوتے رہتے ہیں۔ اور قوم میں انتشار بڑھتا رہتا ہے۔ اور جو منصوبے حکومت نے ملک و قوم کی ترقی کے لئے سوچے ہوتے ہیں وہ منصوبے ہی رہتے ہیں۔ پایہ تکمیل کو نہیں پہنچتے۔

چاہیئے کہ اسلامی ممالک اس مرض سے جو اندر ہی اندر ان کو گھن کی طرح کھا رہا ہے جتنی جلد ہو سکے نجات حاصل کریں۔ اور ملک میں امن پسندی کی فضا قائم کریں۔ تاکہ قومی کاموں میں خلل پیدا نہ ہو۔

سالانہ اجتماع — اور — شعبۂ خدمت خلق

گزشتہ سالانہ اجتماع ۱۹۵۳ء پر تقریر فرماتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خدام کو خاص طور پر لائحہ عمل کی شق شعبہ خدمت خلق کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اور فرمایا تھا کہ اس شعبہ میں ٹھوس کام ہونا چاہیئے۔ اور اس کا طریق حضور نے بتایا تھا۔ پیشہ ور اپنا پیشہ دوسروں کو سکھائیں۔ تا وہ اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ اور یہ ایک بہت بڑی خدمت ہے۔ چنانچہ جو صناع اور تجار خدام اجتماع میں موجود تھے۔ انہوں نے حضور سے وعدہ کیا تھا۔ کہ وہ واپس جا کر اپنا فن دوسرے خدام کو سکھائیں گے۔ ان کی فہرستیں تیار کر لی گئی تھیں۔ جس کی بعد میں متعلقہ مجالس کے قائدین کو اطلاع کر دی گئی تھی۔ کہ آپ کی مجلس کے فلاں فلاں خادم نے یہ وعدہ کیا ہے۔ آپ اس کی نگرانی کریں۔ اس ضمن میں صرف مجلس خدام الاحمدیہ خانیوال کی طرف سے اطلاع ملی ہے۔ کہ ایک دو گر خادم نے ایک دوسرے خادم کو اپنا فن سکھایا ہے۔ اور اب وہ علیحدہ اپنے طور پر کام کر کے اپنا گزارہ کر رہا ہے۔ اس طرح دو غیر از جماعت احباب کو بھی سائیکل کی تجارت کا کام سکھایا جا رہا ہے۔ بقیہ مجالس کی طرف سے اس سلسلہ میں کوئی رپورٹ نہیں آئی۔

جملہ مجالس نوٹ فرما لیں کہ آئندہ سالانہ اجتماع کے موقعہ پر وعدہ کنندگان سے دریافت کی جائے گی۔ کہ انہوں نے کہاں تک اپنا فرض وعدہ پورا کیا ہے۔ جس کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دی جائے۔

اس طرح ہر خادم کو ایک نہ ایک ہنر ضرور سیکھنا چاہیئے۔ خواہ کتنا معمولی قسم کا کام کیوں نہ ہو انسان کی حالت ایک ہی قسم کی نہیں رہتی۔ عسر اور یسر کے دور آتے رہتے ہیں۔ پس اگر کسی وقت خدانخواستہ کسی پر تنگی کا زمانہ آ جائے۔ تو جس نے کوئی ہنر سیکھا ہوا ہوگا۔ تو وہ اس کے کام آئے گا پس اس طرف ہر خادم کو توجہ کرنی چاہیئے۔ یہ اس کی آئندہ زندگی میں ہمیشہ کام آنے والی چیز ہے۔

اس اعلان کے ذریعہ خدام الاحمدیہ کو خصوصاً اور دوسرے احباب جماعت کو عموماً توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ خود بھی ہنر سیکھیں۔ اور جو سیکھے ہوئے ہیں وہ دوسروں کو سکھانے میں بخل سے کام نہ لیں۔ تاکہ اللہ تعالےٰ ان کے فن میں برکت عطا کرے۔

(مہتمم خدمت خلق مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی صحت کے لئے اجتماعی دعا اور صدقہ

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی تشویشناک علالت کی خبر ملتے ہی اجتماعی دعا کی گئی۔ اور ایک بکرا صدقہ کیا گیا۔ ابھی کچھ رقم جمع ہو رہی ہے۔ جو بطور نقدی غرباء میں تقسیم کی جائے گی انشاء اللہ تعالےٰ۔ انفرادی اور اجتماعی دعا جاری ہے۔ اللہ تعالےٰ حضرت صاحبزادہ صاحب کو صحت و عافیت سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ اور خدمت دین کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے آمین

فضل الرحمن پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ لیہ

درخواست دعا

عزیزہ بشارت تسلیم و کوثر و تسنیم دختران مرزا مولا بخش صاحب لاہور نے امسال جماعت ہنجم کا امتحان نمایاں کامیابی سے پاس کر کے وظیفہ حاصل کیا ہے۔ احباب ان دونوں بچیوں کی مزید دینی و دنیوی ترقی کے لئے دعا فرمائیں (منیر احمد)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالےٰ سے محبت کرنے کی یہ علامت ہے کہ اسکی ساری مخلوق سے شفقت اور ہمدردی سے پیش آؤ

بنی نوع انسان سے محض اللہ تعالےٰ کی خاطر محبت کرو تا اسکا فضل تم پر ہو

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ یکم دسمبر ۱۹۳۲ء

منقول از الفضل ۱۱ دسمبر ۱۹۳۲ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

ہر چیز کی علامت

انسان کی پیدائش کی غرض اور اس کے دنیا میں بھیجنے سے مقصود اللہ تعالےٰ کی اطاعت اور اس کی بندگی ہے۔ اس لئے انسانی زندگی کا مقصد بغیر اسکے پورا نہیں ہو سکتا۔ جب تک اللہ تعالےٰ سے تعلق اور محبت نہ ہو۔ مگر ہر ایک بات کی کوئی علامت ہوتی ہے۔ مثلاً ایک مہمان ایک شخص کے ہاں آتا ہے۔ مہمان کا اکرام ہر ایک شریف آدمی کا مقصد ہونا چاہیئے۔ جو شخص شرافت کا مادہ رکھتا۔ اور شریعت سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کی غرض ہے۔ کہ جب اس کے ہاں مہمان آئے تو اس کا اکرام کرے۔

محبت کا تعلق دل سے

مگر اعزاز و اکرام دل سے تعلق رکھتا ہے۔ دل ہی ہے جو کسی کا احترام کرتا ہے اور دل ہی ہے جو عزت کرتا ہے۔ لیکن دل کی کیفیت ظاہر کرنے کے لئے ظاہری سامان ہوتے ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ یا اس کے لئے غالیچہ بچھا دیتا ہے۔ مگر دل میں چاہتا ہے کہ اس کو سخت نقصان پہنچے۔ تو اس کے یہ ظاہری نشان اس کے دل کی حالت کے خلاف ہونگے اور یہ اس شخص کا اعزاز نہ ہوگا۔ کیونکہ اعزاز و احترام دل سے ہوا کرتا ہے۔ گو یہ سچ ہے۔ کہ دل ہی اعزاز و اکرام کرتا ہے۔ مگر جب تک اس کے ساتھ ظاہری علامات نہ ہوں اعزاز اکرام کا پتہ نہیں لگ سکتا۔ محبت دل کی چیز ہے بچے کو جو چیز ماں باپ کھانے پینے کو دیتے ہیں۔ وہ محبت نہیں ہوتی۔ دشمن اور غیر سے بھی انسان ایسا سلوک کر سکتا ہے۔ اور کرتا ہے۔ لوگ ہنود کے لئے بڑے بڑے چندے دیتے ہیں۔ غریب خانے کھولتے ہیں باوجود اسکے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ ایسا شخص غریب سے محبت کرتا ہے۔ مگر اس میں بھی شبہ نہیں کہ خالی محبت نہیں ہوتی۔ جب تک اس کے ظاہری آثار نہ ہوں۔ گو ماں باپ بچے کو جو کھانا دیتے ہیں اسے محبت نہیں کہہ سکتے۔ لیکن یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ ماں باپ کھانے پینے کو نہ دیں۔ اور پھر یہ کہا جائے کہ وہ محبت کرتے ہیں۔ پس ماں باپ محبت کرتے ہیں اور بچہ کا خیال بھی رکھتے ہیں۔ گو کھانا دینا محبت نہیں۔ مگر یہ محبت کے آثار میں سے ضرور ہے۔

صفات باری کی مظہریت

اسی طرح اللہ تعالےٰ کے لئے بھی محبت کی علامتیں ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ جو میں اس وقت بیان کرتا ہوں۔ قاعدہ ہے کہ جس سے محبت ہو انسان اس کے متعلقات سے بھی محبت کرتا ہے۔ اور اس کے صفات کی نقل کرتا ہے۔ اس لئے کوئی شخص روحانیت میں ترقی نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ صفات باری کی نقل نہیں کرتا۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ خدا سے محبت ہو۔ اور اس کے صفات کو اپنے اندر جذب نہ کرے۔

صفت رب العالمین اور انسان

اللہ تعالےٰ کی صفات میں سے جو صفت انسان سے خصوصیت سے تعلق رکھتی ہے وہ رب العالمین کی صفت ہے۔ خدا تعالےٰ رب ہے۔ ساری دنیا اس کی پیدا کی ہوئی ہے ہندوستان کے باشندے اس کی مخلوق ہیں افریقہ کے اس کی مخلوق ہیں۔ یورپ و امریکہ کے لوگ اس کی مخلوق ہیں۔ اس لئے خدا کی ساری مخلوق انسان کی نظر میں محبوب ہونی چاہیئے۔ کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا کہ باپ سے محبت ہو اور اس کے بیٹے سے دشمنی۔ یا باپ سے دشمنی ہو اور بیٹے سے دوستی کوئی محبت کا تعلق ایسا نہیں مل سکتا جس میں متعلقات کی محبت کو چھوڑ دیا گیا ہو متعلقات کی محبت اصل کے ساتھ خود بخود آ جاتی ہے۔

دیکھو بادشاہ یا پریذیڈنٹ ہوتے ہیں۔ بادشاہ کی ملکہ یا پریذیڈنٹ کی بیوی کو بادشاہ یا پریذیڈنٹ منتخب نہیں کیا جاتا۔ لیکن کسی شخص کے بادشاہ مقرر ہونے کے ساتھ ہی اس کی بیوی بھی اس کی عزت میں شریک ہو جاتی ہے۔ جہاں بادشاہ اور پریذیڈنٹ جاتے ہیں۔ اور ان کے استقبال ہوتے ہیں۔ ان کی بیویوں کے بھی استقبال کئے جاتے ہیں۔ سارا ملک ان کی بیویوں کی بھی عزت کرتا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ بادشاہ یا پریذیڈنٹ کی بیوی ہیں۔

نبیوں کی اطاعت

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک شخص اللہ تعالےٰ سے محبت کرے۔ مگر اس کے بندوں سے محبت نہ کرے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے رسولوں اور نبیوں کی محبت تو لازمی کر دی ہے کیوں اس لئے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے منتخب بندے ہیں۔ ورنہ موسیٰؑ بھی ایسے ہی آدمی تھے جیسے اور۔ ہارونؑ و عیسیٰؑ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کیوں کی جاتی ہے۔ اس لئے کہ وہ خدا کے تھے۔ اس لئے ان کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے۔

بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ کہ گو وہ مخلوق تو خدا کی ہی ہوتے ہیں۔ کہ سب اسی کی مخلوق ہے لیکن باوجود مخلوق ہونے کے ان کا خدا سے تعلق نہیں ہوتا۔ ان لوگوں کی اطاعت کرنا ضروری نہیں ہوتی۔ مگر ان سے سلوک کرنا ضروری ہوتا ہے۔

بنی نوع کی محبت کا ہر مذہب میں حکم ہے

پس اللہ تعالےٰ تک پہنچنے کا ذریعہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے بندوں سے سلوک کرو۔ اور والدین کی محبت حاصل کرنے کا ذریعہ یہ ہے۔ کہ ان کے بیٹے کو پیار کرو۔ اسی طرح اگر تم خدا تعالےٰ سے محبت کرتے ہو۔ اور چاہتے ہو کہ خدا تعالےٰ تم سے محبت کرے۔ تو اس کے بندوں سے پیار کرو۔ دنیا میں کوئی نبی نہیں آیا۔ اور دنیا میں کوئی ایسا مذہب نہیں ہے۔ جس نے اس بات پر زور نہ دیا ہو کہ شفقت علیٰ خلق اللہ کرو۔ جب یہ ایسا مسئلہ ہے جو آج تک بدلا نہیں۔ تو اس پر عمل کرنا کس قدر ضروری ہے۔ دیکھو شراب ایک زمانہ میں حلال تھی پھر حرام ہوئی۔ ایک زمانہ میں پردہ نہ تھا پھر ہوا۔ لیکن یہ ایک ایسا مسئلہ ہے۔ کہ ابتداء سے اس میں تغیر نہیں آیا۔ یہ مسئلہ اسی طرح چلا آتا ہے اور اس پر زور دیا جاتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی مخلوق سے پیار اور سلوک کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ نہایت اہم حکم ہے۔ اور اس پر عمل کرنا روحانی ترقی کے لئے ضروری ہے

خدا تعالےٰ سے ملنے کا شوق اور اس کے بندوں سے نفرت

مگر میں دیکھتا ہوں کہ بہت ہیں۔ جو خدا تعالےٰ سے ملنا چاہتے ہیں۔ مگر ان میں رحم نہیں۔ خدا تعالےٰ کی مخلوق سے ہمدردی نہیں۔ اس کے بندوں سے نیک سلوک کرنے میں کمی کرتے ہیں۔ اور ایسا ظاہر کرتے ہیں۔ کہ گویا ان کو تعلق ہی نہیں۔

احسان ناشناسی

دنیا میں تین قسم کے خیالات ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جو بد سلوکی بھی کرتا ہے۔ اس سے نیک سلوک کیا جائے۔

دوسرے یہ کہ جو نیک سلوک کرے۔ اس سے نیک سلوک کیا جائے

تیسرے یہ کہ خواہ کوئی نیک سلوک نہ کرے پھر بھی اس سے اچھا سلوک کرے۔

مگر ہم دیکھتے ہیں انسانوں میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ جو ان سے نیکی کرتا ہے۔ اس کے بھی وہ بدخواہ ہوتے ہیں۔ جو ان پر احسان کرتا ہے۔ اسی کو کاٹتے ہیں۔ جو ان کی نیکی چاہتا ہے۔ وہ اس کی ذلت چاہتے ہیں۔ وہ احسان کی قدر نہیں جانتے وہاں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں۔ کہ ان کو احسان کی قدر ہوتی ہے۔ مگر احسان کی شناخت نہیں کر سکتے۔ وہ سمجھ نہیں سکتے۔ کہ ان سے احسان کیا گیا ہے۔ بعض روپیہ کا نام احسان رکھتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی مدرس ہو جس سے انہوں نے پڑھا ہے۔ تو وہ اس کے احسان کو تسلیم نہیں کرتے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اس نے ہم پر کیا احسان کیا ہے۔ یا کوئی اگر ان کو نیک نصیحت

کرتا ہے۔ یا ان کو علم دیتا ہے۔ یا ان کے مسئلے میں دعائیں کرتا ہے۔ تو اس کو ذلیل و حقیر سمجھتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں۔ کہ اس کا ان پر کوئی احسان نہیں۔ وہ اپنے ذہن میں محسن کی قدر کرتے ہیں۔ مگر ان کو احسان کی شناخت نہیں ہوتی۔ ان کو ماں باپ کے لئے غیرت ہوتی ہے۔ اور جوش ہوتا ہے۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے لئے ان کو جوش نہیں آئے گا۔ ماں باپ کا یہ احسان تو ان کو یاد رہتا ہے۔ کہ انہوں نے ان کی پرورش کی۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے احسان کو بھول جاتے ہیں۔ کہ آپؐ نے ان کو روحانیت کا لباس دیا۔ ایسے لوگوں کی مثال اس نادان کی سی ہے۔ جس کو ایک شخص تاریکی میں لالٹین دیتا ہے۔ کہ وہ اسی کی روشنی میں اپنے گھر پہنچ جائے۔ وہ اس کا تو احسان مانتا اور اس کا تو شکریہ ادا کرتا ہے۔ اور اس سے آنکھ نیچی رکھتا ہے۔ لیکن وہ خدا جو ہر روز اس کے لئے سورج چڑھاتا ہے۔ جس کی روشنی میں وہ اپنے سارے کام کرتا ہے۔ اس کے متعلق نہیں مانتا۔ کہ خدا نے اس پر احسان کیا ہے۔ ایک دوست کے تھوڑی دیر لالٹین دینے کو احسان سمجھتا ہے۔ مگر خدا کے اتنے بڑے سورج کو احسان نہیں سمجھتا۔ جو اس کے لئے ہر روز چڑھتا ہے۔ یہ نہیں کہ وہ سورج کو چڑھتے نہیں دیکھتا۔ دیکھتا ہے۔ مگر اس کی قدر نہیں کرتا۔ اور اس کو نہیں پہچانتا۔ پس بہت ہیں۔ جو احسان کی قدر کرتے ہیں۔ مگر بہت سے احسانات کو وہ شناخت نہیں کر سکتے۔ ایسے لوگوں کے نزدیک احسان صرف روپیہ دینے کا نام ہے۔ وہ ایسے لوگوں سے محبت کرتے ہیں۔ جو ان سے کوئی مالی سلوک کریں۔

خدا کے لئے محبت کے حلقہ کی وسعت

خدا کے لئے خدا کے بندوں سے محبت کرنے والوں کی بہت کمی ہے۔ اگر [illegible] کہ ساری مخلوق سے محبت کریں۔ وہ ان سے محبت کرتے ہیں۔ جو ان سے محبت کرتا ہے۔ لیکن اگر وہ خدا کے لئے محبت کریں۔ تو ان کی محبت عام ہو۔ بعض لوگ ہیں۔ جو دشمن کو معاف نہیں کر سکتے حالانکہ اگر وہ سوچیں۔ کہ یہ ہمارے رب کا بندہ ہے۔ تو وہ ضرور اس کو معاف کر دیتے۔ ایسے لوگ اپنی دشمنی کو خدا کے تعلق پر مقدم کر لیتے ہیں۔ حالانکہ دانائی یہ ہے۔ کہ خدا کے تعلق کو مقدم کیا جائے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص تم سے بدسلوکی کرتا ہے۔ مگر تمہارے باپ سے اس کا اچھا تعلق ہے۔ اور وہ تمہارے باپ پر احسان کرتا ہے۔ تو تم اپنی ذات کے خیال کو چھوڑ کر باپ کے تعلق کو مقدم کر دو گے۔ اور کہو گے۔ کہ گو اس نے مجھے نقصان پہنچایا ہے۔ لیکن چونکہ اس نے میرے باپ سے اچھا سلوک کیا ہے۔ اس لئے میں اس کی عزت کروں گا۔ پس اسی طرح اس بات کو سمجھنا چاہیئے۔ کہ گو ایک شخص تمہارا دشمن ہے۔ تم سے بدسلوکی کرتا ہے۔ مگر اس کا خدا سے تعلق ہے۔ اس لئے ہماری شخصی اور ذاتی دشمنی کی خدا کے تعلق کے مقابلہ میں کچھ حیثیت نہیں۔ یہی نیک لوگوں کا قاعدہ ہے۔ وہ دیکھتے ہیں۔ گو فلاں ہمارا دشمن ہی سہی لیکن ہمارے خدا کا بندہ تو ہے۔ یا اس کا اس سے تعلق ہے۔ اور اس میں شبہ نہیں۔ کہ خدا ہی کا تعلق قابل لحاظ ہے۔ اسی کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔

بنی نوع انسان سے محبت کرنے کی اہمیت

دیکھو بنی نوع انسان سے نیک سلوک کو حدیث میں کس قدر اہمیت دی گئی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ قیامت کے دن بڑی سخت تپش ہوگی۔ ہم نہیں جانتے۔ کہ وہ کیسی تپش ہوگی۔ مگر ہم ایمان رکھتے ہیں۔ ضرور تپش ہوگی۔ اور بہت سخت ہوگی۔ کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ کے نیچے ہوں گے۔ ان میں وہ شخص بھی ہوگا۔ جو اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتا ہوگا۔ بہت سے نادان ہیں۔ جو اس حدیث کے غلط معنی کرتے ہیں۔ مثلاً اگر وہ زید سے محبت کرتے ہیں۔ اور بکر سے نہیں کرتے۔ تو وہ زید کی محبت کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ ہم خدا کے لئے اس سے محبت کرتے ہیں۔ حالانکہ اگر خدا کے لئے محبت ہوتی۔ تو زید بکر دونوں سے ہوتی۔ یہ ممکن ہے۔ کہ ذاتی وجوہات کی بناء پر تم زید سے محبت کرو۔ اور بکر یا خالد سے نہ کرو۔ اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرے گا۔ وہ اس کے سب بندوں سے محبت کرے گا۔ پس اگر خدا کے لئے محبت کرنی ہے۔ تو تمام بنی نوع سے محبت کرو۔ خدا کے لاکھوں کروڑوں بندے ہیں۔ خدا کے لئے محبت کرنے والوں کا فرض ہے۔ کہ سب سے محبت کریں۔

خدا کے منتخب اور عام بندے

جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ خدا کے بندے بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن کو خدا تعالیٰ چن لیتا ہے۔ اور ایک عام بندے ہوتے ہیں۔ اپنے رسولوں کو اس نے آپ چن لیا۔ اولیاء و مجددین کو چن لیا۔ اس لئے جن لوگوں کو اپنے بندوں میں سے خدا تعالیٰ نے چن لیا ہے۔ ان سے محبت کے ساتھ ان کی اطاعت کرنا بھی ضروری ہے۔ اور جو اس کے عام بندے ہیں۔ گو ان کی اطاعت کرنی ضروری نہیں۔ لیکن ان سے محبت اور نیک سلوک اور ہمدردی لازمی ہے۔

سب سے محبت کرو

پس جو خدا کے لئے محبت ہوگی۔ وہ سب کے ساتھ ہوگی اور جن کو اس نے چنا ہے۔ ان کی اطاعت بھی کی جائے گی۔ اس حال میں کسی ایک شخص کی خصوصیت نہیں رہتی۔ پس اس حدیث کے یہ معنی ہیں۔ کہ بنی نوع انسان سے محبت کرو۔ خدا کے لئے محبت کرنے کے یہی معنی ہیں۔ رسولوں اور ماموروں کی جو خصوصیت ہوتی ہے۔ وہ ان کے منتخب ہونے کے باعث سے ہوتی ہے۔ ان کی اطاعت اللہ تعالےٰ کے منشاء اور اس کی رضا کے ماتحت ہوتی ہے۔ اس کے خلاف نہیں ہوتی۔ پس مدارج کے فرق کو چھوڑ کر تمام بنی نوع انسان سے محبت ضروری اور لازمی ہے۔

مگر اس سے یہ مطلب نہیں۔ کہ زید و عمر سے دوستی نہ کی جائے۔ بلکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یہ جو کہا ہے۔ کہ قیامت کے دن خدا کے عرش کے سایہ کے نیچے وہ شخص ہوگا۔ جو خدا کے لئے محبت کرتا ہے۔ اس محبت کرنے سے مراد ایک آدھ شخص سے محبت اور سلوک کرنے والا شخص نہیں۔ بلکہ وہی شخص ہے۔ جو خدا کی ساری مخلوق سے محبت کرتا ہے۔ پس ایک ہی سے محبت نہ رکھو۔ بلکہ سب سے محبت رکھو۔ ورنہ زید و بکر کی محبت خدا کے لئے نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ کئی وجوہ ہو سکتے ہیں۔ جن کے باعث لوگ آپس میں محبت کرتے ہیں۔ مثلاً کام میں اتفاق ہم عقائد ہونا یا اور بھی اتحاد پیدا کرنے والی باتیں ہیں۔ ان کی وجہ سے دو شخصوں میں اتحاد ہو جاتا ہے۔ اس سے روکا نہیں گیا ہے۔ لیکن یہ غلو کیا ہے۔ کہ اس محبت کو حدیث کی مصداق محبت قرار دیا جائے۔

کیونکہ خدا کی رضا کے لئے وہی محبت ہوگی۔ جو خدا کی ساری مخلوق سے کی جائے گی وہ محبت ذاتی ہے۔ جو ایک تاجر سے۔ زراعت پیشہ دوسرے زراعت پیشہ سے محبت کرتا ہے۔ قیامت کے دن وہ دوستی کام آئیگی۔ جو سب بنی نوع انسان کی دوستی ہوگی۔ جب تک یہ مرتبہ حاصل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فضل نہیں آسکتا۔ ممکن ہے۔ کہ تم کسی کو سمجھو کہ وہ عیسائی ہے۔ یا یہودی یا ہندو ہے اس لئے اس سے نیک سلوک نہ کرو۔ مگر یہ درست نہ ہوگا۔

محبت کی حلاوت اور غصہ کی مرارت

میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ بنی نوع انسان سے محبت کرو۔ یاد رکھو عداوت میٹھی چیز نہیں۔ محبت میٹھی چیز ہے۔ تم دیکھو دونوں میں سے کونسی چیز آرام دہ ہے۔ آیا محبت آرام دہ ہے۔ یا غضب۔ تم غور کرو۔ کہ تم جس وقت غصہ کی حالت میں ہوتے ہو۔ اس وقت آرام کی حالت میں ہوتے ہو۔ یا جس وقت محبت کے جذبات اور خیالات میں۔ جب تم غور کرو گے۔ تو تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ امن خدا کی طرف سے آتا ہے۔ غضب اسی وقت جائز ہے۔ جب خدا کے غضب کے ساتھ مل جائے۔ ورنہ محبت ہی ضروری ہے۔ جو لوگ حسن سلوک اور محبت کے جذبات چھوڑ دیتے ہیں۔ ان کو یہاں ہی جہنم ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں سے نفرت کے خیالات کو دور کر دے۔ ہم بنی نوع انسان سے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کریں۔ اور اسی کے سانچے میں رہیں۔

ارکین وعہدہ داران انصار جماعت لاہور کی اطلاع کیلئے ضروری اعلان

(۱) لاہور کے جن حلقہ جات میں ابھی تک مجالس انصار اللہ قائم نہیں ہوئیں۔ ان کے حلقہ جات میں باقاعدہ مجالس انصار اللہ کے قیام کے لئے مولوی قمر الدین صاحب نائب قائد مرکزیہ انصار اللہ کو بھیجا جا رہا ہے۔ وہ زعیم اعلیٰ مقامی مرکزیہ مجلس انصار اللہ لاہور کی معیت میں مجالس انصار اللہ قائم کریں گے۔ اسی طرح جن حلقہ جات میں مجالس انصار اللہ قائم ہو چکی ہیں۔ وقت میسر آنے پر ان کا معائنہ بھی کریں گے۔ انشاء اللہ۔ ارکین انصار و عہدہ داران کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ ان کے ساتھ تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(۲) مقامی مرکزیہ مجلس انصار اللہ جماعت احمدیہ لاہور کے زعیم اعلیٰ کے صحیح پتہ کا بعض احباب کو علم نہیں ہے۔ ان کی آگاہی کے لئے زعیم اعلیٰ کا صحیح پتہ ذیل میں تحریر کیا جاتا ہے۔ احباب نوٹ فرمالیں۔ جو یہ ہے:۔

خان صاحب میاں محمد یوسف صاحب (زعیم اعلیٰ مقامی مرکزیہ مجلس انصار اللہ)
۲۸۱ فیروزپور روڈ۔ ماڈل ٹاؤن لاہور۔ (صدر انصار اللہ مرکزیہ)

جماعتوں کے بجٹ کی تشخیص

نظارت بیت المال نہایت افسوس سے اعلان کرتی ہے۔ کہ اکثر جماعتوں نے باوجود الفضل میں بار بار اعلانوں کے بجٹ چندہ عام و حصہ آمد اور تحریک خاص مقررہ میعاد ۳۰ رجون تک ارسال نہیں کئے۔ اس لئے مجبوراً اس میعاد کی توسیع ۳۱ ر جولائی تک کی جاتی ہے۔ انسپکٹران بیت المال کو ہدایت کی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنے اپنے حلقوں کے بجٹ ہو کے تحریک خاص غالباً دریہ ۱۵ راگست تک ارسال کرنے کے ذمہ دار ہوں گے۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

چندہ جات لازمی کی وصولی میں تشویشناک کمی

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ کا جب ذکر ہو تو ہر مسلمان اپنے دل میں حسرت سے کہتا ہے کہ کاش! میں بھی اس زمانہ میں ہوتا۔ تو مظلومیت کی تائید اور اسلام کی نصرت کے لئے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی عدیم المثال قربانیوں میں حصہ لے کر زندہ جاوید ہو جاتا۔ احمدی احباب جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے اسلام کی خاطر قربانیوں کا دروازہ اب پھر کھل گیا ہے۔ جس کی وجہ سے اس زمانہ میں کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکیگا کہ اسے دین کے لئے قربانیوں کا موقعہ نہیں ملا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت سلسلہ احمدیہ کے اولین خدام نے نہایت اعلےٰ درجہ کی قربانیوں کا نمونہ پیش کیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی دینی خدمات کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"..... میں ان کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلاء کلمۂ اسلام کیلئے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکیں...... وہ محبت اور اخلاص کے جذبہ کامل سے چاہتے ہیں کہ سب کچھ یہاں تک کہ اپنے اہل وعیال کی زندگی بسر کرنے کی ضروری چیزیں بھی اسی راہ میں فدا کر دیں ...... "

(فتح اسلام)

اس میں کوئی شک نہیں کہ جماعت نے مجموعی لحاظ سے مالی قربانیوں کا ایک اعلےٰ معیار قائم کیا ہے۔ مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے۔ کہ معتدبہ ایسے احمدی ہیں۔ جو بے شرح اور بے قاعدہ چندہ دینے کے علاوہ بقایا دار ہیں۔ اور ایک خاصی تعداد نادہندگان کی بھی ہے۔ امراء اور عہدیداران مال سے توقع تھی۔ کہ سال رواں میں وہ چندوں کی تنظیم کو پہلے سے زیادہ مضبوط کرینگے اور ایسی بیداری کا ثبوت دیں گے۔ جس سے ظاہر ہو گا کہ انہیں موجودہ پر خطرات حالات کا پورا احساس ہے۔ مگر افسوس ہے کہ واقعات اسکے برعکس ہیں۔ چنانچہ سال رواں کے پونے دو ماہ گذرنے کے بعد یعنی مورخہ ۲۰ مئی تک چندہ جات لازمی کی وصولی میں بجٹ کے مقابلہ میں تقریباً تیس ہزار روپے کی کمی ہے۔ یہ حالت حد درجہ تشویشناک ہے۔ امراء پریذیڈنٹ صاحبان اور سیکرٹریان مال کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعت کے چندوں کا جائزہ لیں اگر رقمیں وصول ہو چکی ہیں۔ تو روپیہ روک نہ رکھیں۔ بلکہ فوری طور پر مرکز میں روانہ کر دیں اور جو بقایا دار ہیں۔ ان سے بقایا جات وصول کئے جائیں۔ غرضیکہ ہر جماعت اپنا بجٹ پورا کرنے کے لئے پورا زور لگائے۔ اور اپنی مساعی کی رپورٹ نظارت بیت المال کو بھجواتی رہے

(ناظر بیت المال ربوہ)

چندہ جلسہ سالانہ اور فصل گندم

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ فصل کے نکلتے وقت ہر ایک جنس کم نرخ پر مہیا ہو سکتی ہے اس کے بعد جوں جوں وقت گذرتا جائے۔ نرخ عموماً تیز ہوتا رہتا ہے۔ اسی لئے اکثر احباب فصل نکلتے وقت سارے سال کے لئے گندم خرید کر رکھ لیتے ہیں۔ تاکہ مہنگی ہونے پر انہیں زیادہ رقم خرچ نہ کرنی پڑے۔

جلسہ سالانہ پر قریباً دو ہزار من گندم خرچ ہوتی ہے۔ جس کا ابھی خرید نا ضروری ہے ورنہ بعد میں اگر دو تین روپے فی من بھی نرخ تیز ہو گیا۔ تو پانچ چھ ہزار روپیہ کا نقصان اٹھانا پڑے گا۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے اس وقت کم از کم بیس ہزار روپیہ درکار ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں اس وقت تک جو چندہ آیا ہے۔ وہ صرف اڑھائی ہزار روپیہ کے قریب ہے جو اس غرض کے لئے ناکافی ہے۔ لہٰذا میں احباب کی خدمت میں درخواست کروں گا۔ کہ وہ چندوں کے متعلق اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ بالخصوص چندہ سالانہ کی ادائیگی میں عام طور پر جو سستی کی جاتی ہے اسے دور کریں۔ (ناظر بیت المال ربوہ)

زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیہ نفس کرتی ہے۔

سابقون الاولون
جن کی فہرست انیس سالہ بن رہی ہے

فرمایا:۔

(۱) "جن دوستوں کے ذمہ تحریک جدید کے گذشتہ سالوں میں سے ایک یا ایک سے زیادہ سالوں کا تحریک جدید کا چندہ واجب الادا ہے۔

(۲) وہ یا تو اپنے وعدوں کو جلد سے جلد پورا کریں" (تا ان کا نام فہرست انیس سالہ میں آ جائے۔ ناقل)

(۳) "اگر وہ اپنے وعدوں کو پورا نہیں کر سکتے۔ تو یا تو ہم سے معافی لے لیں یا اپنے نام فہرست سے کٹوا لیں۔ تاکہ نہ تو خود گنہگار ہوں۔ اور نہ صحیح لسٹ کے متعلق ہمیں دھوکا لگے"

(۴) اشاعت اسلام میں متواتر انیس سال تک مدد دینے والو!

آپ کا نام ایک کتاب میں شائع کرنے کے لئے فہرست بن رہی ہے۔ اس فہرست میں نام اس کا ہی آتا ہے۔ جس نے متواتر انیس سال تک اشاعت اسلام میں مدد دی ہو۔ بقایا دار یا جن کا کوئی سال خالی ہو۔ ان کا نام فہرست میں نہیں آسکے گا یہ بھی واضح رہے۔ کہ جو احباب معافی لیں گے۔ چونکہ معافی کی صورت میں وہ وعدہ خلافی کے گناہ سے بچ جائیں گے اور ان کے معافی والے سال خالی ہو جائیں گے۔ اسلئے ان کا نام بھی فہرست میں نہیں آ سکیگا ہاں اگر وہ معافی والے سالوں میں اپنی موجودہ مالی حالت کے مطابق تحریک جدید کا چندہ ادا کر لیں۔ اور جلد سے جلد ادا کر لیں۔ تو ان کا نام بھی فہرست میں آ جائے گا۔

(وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

خدام الاحمدیہ کا آئندہ سالانہ اجتماع

ہمارا سالانہ اجتماع انشاء اللہ تعالےٰ حسب سابق اکتوبر کے آخر یا نومبر کے شروع میں ربوہ میں منعقد ہو گا۔ معین تاریخوں کا عنقریب اعلان کر دیا جائے گا۔ لیکن بعض ایسے امور ہیں۔ جن کی طرف ابھی توجہ دینی ضروری ہے۔ مثلاً

(۱) چندہ سالانہ اجتماع۔ اس کی ابھی سے مقررہ شرح کے مطابق وصولی ضروری ہے۔ تاکہ مقررہ وقت تک روپیہ جمع ہو جائے۔ اور منتظمین سہولت سے اپنا کام کر سکیں۔

(۲) بجٹ کی تیاری۔ چونکہ ہمارا آئندہ سال یکم نومبر ۱۹۵۴ء سے شروع ہو گا۔ اسلئے یکم نومبر ۱۹۵۴ء سے ۳۱ اکتوبر ۱۹۵۵ء تک کا بجٹ اجتماع کے موقعہ پر پیش ہو گا۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ جملہ مجالس اپنے بجٹ ۳۱ اگست ۱۹۵۴ء تک دفتر مرکزیہ میں بھجوا دیں تاکہ مجموعی بجٹ تیار ہو سکے۔ بجٹ فارم مجالس کو بھجوائے جا رہے ہیں۔

(۳) امسال انشاء اللہ اجتماع کے موقعہ پر نائب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا انتخاب بھی ہو گا۔ جس کے لئے مفصل اعلان عنقریب جاری کیا جائے گا۔ مجالس کو اس بارہ میں تیار رہنا چاہیئے۔ اور جب اعلان پہنچے فوری طور پر اس کے مطابق عمل کر کے رپورٹ کریں۔ یہ تینوں امور نہایت ضروری ہیں۔

(نائب معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

درخواستہائے دعا:۔

میرے والد محترم شیخ ایم اے رشید صاحب اور والدہ ماجدہ کافی دنوں سے بیمار ہیں۔ احباب ان کی جلد صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کریں نیز میری تمام مشکلات کے ازالہ اور صحت کے لئے دعا کریں۔ ہمشیرہ فہمیدہ رشید نے ایف اے کا امتحان دیا ہے۔ اس میں کامیابی کے لئے بھی درخواست دعا ہے۔ (شیخ جمیل احمد رشید آف جمیل جی برادرز ملتان چھاؤنی)

(۲) شبیر جہاں صاحب جہلی کالرڈ کا امیر جہاں بیمار ہے۔ احباب دعا فرمائیں صحت فرمائیں۔

(اللہ دین خاں از لاہور)

مجموعی پر فائرنگ میں نرمی سے کام لینے کے فیصلے کے بعد صورت حال قطعی طور پر ابتر ہو گئی تھی!

وزراء کو غالباً اس "عارضی جنون" کے بجائے آئندہ انتخابات کی زیادہ فکر تھی

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ

(گذشتہ سے پیوستہ)

مسٹر غیاث الدین نے اپنے بیان میں کہا ہے۔ کہ گورنر اور جنرل آفیسر کمانڈنگ دونوں کانفرنس میں موجود تھے۔ لیکن ۶ مارچ کی صبح جب وہ کوتوالی گئے۔ تو انہیں وہاں معلوم ہوا۔ کہ گورنمنٹ ہاؤس سے ایک حکم کوتوالی بھیجا گیا ہے۔ کہ فائرنگ کم کی جائے۔ اور کرفیو کی ٹیکنیکل خلاف ورزی نظر انداز کی جائے۔ پولیس کے جن افسروں سے انہوں نے اس معاملے پر تبادلہ خیال کیا تھا۔ ان کی رائے تھی۔ کہ اس حکم کے بعد اگر انہوں نے فائرنگ کی تو ممکن ہے۔ ان کے خلاف تحقیقات کی جائے۔ مرزا عباس ڈی۔ ایس۔ پی کو وہیں سے ایک اور حکم ملا۔ کہ پولیس صرف حفاظت خود اختیاری کے لئے فائرنگ کرے۔ اور سول لائنز کے ایک سب انسپکٹر نے مرزا نعیم الدین کو بتایا۔ کہ تازہ ترین حکم کیا ہے۔ مرزا نعیم الدین کا کہنا ہے کہ یہ ہدایتیں الجھن ڈال دینے والی اور متضاد تھیں مرزا نعیم الدین کا یہ کہنا ہے۔ کہ یہ ہدایتیں ان کے لئے بھی واضح نہیں تھیں۔ چہ جائیکہ ان کے ماتحتوں کے لئے ۶ مارچ کی صبح کو انہوں نے انسپکٹر جنرل سے اپنی بد داشتہ خاطری کا اظہار بھی کیا تھا۔ انہوں نے انسپکٹر جنرل سے کہا۔ کہ حکومت کی کمزور پالیسی پولیس کے حوصلے پست کر رہی ہے۔ اور حکومت نے اگر اس پر نظر ثانی نہ کی تو وہ مستعفی ہو جائیں گے۔ آخری نکتے پر مسٹر انور علی نے ان سے شدید اختلاف کیا۔ مسٹر انور علی کے بیان کے مطابق مرزا نعیم الدین نے استعفاء کی اس لئے پیشکش کی تھی۔ کہ عوام کو کسی قسم کی تشفی نہ ہی کی توقع تھی۔ اور یہ بات ناگوار گذری تھی۔ کہ حکومت نے مطالبات پر کوئی توجہ نہیں کی تھی۔ مسٹر انور علی نے ان سے اتفاق رائے کیا۔ اور وہ دونوں وزیر اعلیٰ کے پاس گئے۔ وزیر اعلیٰ کا یہ بھی کہنا ہے۔ کہ مرزا نعیم الدین انسپکٹر جنرل کے ساتھ آئے تھے۔ اور انہوں نے مشورہ دیا۔ کہ صورت حال کو قابو میں کرنے کی واحد صورت یہ ہے۔ کہ اس مسئلے پر کسی شکل میں سیاسی زاویہ نظر سے غور کیا جائے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ معاملہ کسی فوجی افسر کے توسل سے گورنر کے علم میں بھی آیا۔ ان سے کہا گیا۔ کہ انسپکٹر جنرل اور سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس نے وزیر اعلیٰ کو مشورہ دیا تھا۔ کہ فائرنگ جتنی بھی کی جائے اس سے کوئی فائدہ بھی نہیں ہوگا۔ اور یہ کہ کسی حد تک عوام کی بات مان کر ان کو تسلی دینی چاہیئے۔ مسٹر چندریگر نے اس پر اس کے متعلق وزیر اعلیٰ سے دریافت کیا۔ اور دونوں افسروں نے جنہوں نے پہلے تو تسلیم کر لیا تھا۔ کہ انہوں نے یہ مشورہ دیا ہے۔ سخت گیری کے متعلق کہا۔ کہ یہ ان کا مشورہ نہیں تھا۔ لیکن یہ بعض لوگوں کی رائے تھی۔ اور انہوں نے اسے وزیر اعلیٰ تک پہنچا دیا تھا۔

دونوں افسر سختی سے انکار کرتے ہیں ان کے ساتھ سخت گیری کی گئی تھی۔

استعفے کا مسئلہ

یہ مکمل طور پر ایک ایسی الجھن نہیں ہے۔ جس کا کوئی حل ہی نہ نکل سکے کم از کم یہ بات واضح ہے۔ کہ استعفے کے مسئلہ پر مرزا نعیم الدین کی سخت تردید کی گئی ہے۔ اور چونکہ ہمارے لئے یہ اصل مسئلہ نہیں ہے۔ اس لئے ہم صرف اتنا کہتے ہیں۔ کہ اس کے متعلق ان کا بیان ثابت نہیں ہوتا۔ لیکن اگر درست ہے۔ کہ عام لوگوں میں یہ تاثر پھیل گیا تھا۔ کہ فائرنگ کم کر دی جائیگی تو مرزا نعیم الدین پولیس کے نقطہ نظر سے فطری طور پر انسپکٹر جنرل سے شکایت کرتے ممکن ہے۔ کہ مسٹر انور علی شکایت کو تسلیم کرنے پر راضی نہ ہوں۔ کیونکہ وہ خود بھی یہ فیصلے کرانے میں شریک تھے۔ ملک حبیب اللہ سے اس فیصلے کا پس منظر معلوم ہوتا ہے۔ اور ہم اس کی مدد سے گورنر کی بھول بھلیاں سے نکل سکتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ سہ پہر میں ایک اجلاس ہوا تھا۔ جس میں ممتاز شہریوں نے سخت فائرنگ پر احتجاج کیا۔ جو سید فردوس شاہ کے قتل کے بعد پھیلنے والی لاقانونی کی وجہ سے کی گئی تھی۔ اس سے بعض وزراء بھی متاثر ہوئے گو کچھ بھی ہو آئندہ انتخابات ایک عارضی جنون سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ چونکہ دنگوں میں فائرنگ ہوئی تھی۔ اور جب کبھی فائرنگ ہوتی ہے۔ پولیس مورد الزام قرار دی جاتی ہے۔ بالکل اس طرح جیسے موٹر کے ہر حادثے میں ڈرائیور مورد الزام قرار دیا جاتا ہے۔ یہ درست ہے۔ کہ مسٹر عالم نے واقعے کی تشریح کی تھی۔ لیکن کچھ بھی ہو۔ وہ پولیس کے افسر ہیں۔ اور یہ پولیس کا کام نہیں ہے۔ کہ وہ کسی بات کی تشریح کر کے اس کا جواز پیش کرے۔ اس لئے کہ وہ فائرنگ ٹیکنیکل اسباب کی بنا پر کی گئی ہوگی۔ اور اس کا اعادہ نہیں ہونا چاہیئے ہم بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ کہ یہ فیصلہ کیوں کیا گیا تھا۔ لیکن جب موضوع زیر بحث "سخت فائرنگ" ہو تو اس کے متعلق فیصلے کا فطری طور پر یہ مطلب لیا جائے گا کہ اسے کم کر دیا جائے۔ اور بعض افسروں نے اس کا یہی مفہوم سمجھا بھی تھا۔ ہم یہ فرض کرتے ہیں۔ کہ اسی پر ان سب کو اتفاق تھا۔ اور ان کے ذہن میں اس کے متعلق کوئی شک بھی تھا۔ تو اس کا انہوں نے اظہار نہیں کیا۔ ملک حبیب اللہ کا بیان محض ایک تاثر کی حیثیت رکھتا ہے۔ کہ افسر اس سے متفق نہیں معلوم ہوتے تھے۔ اس کے لئے گواہی نہیں ملتی۔ کہ یہ فیصلے کوتوالی تک کس نے پہنچائے لیکن اطلاع میں جو الفاظ استعمال کئے گئے تھے۔ اس سے نرمی ہی مراد لی جا سکتی تھی۔ مسٹر اعجاز حسین شاہ کا بھی کہنا ہے۔ کہ ۶ مارچ کی صبح کو سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس اپنی ناخوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ کہ فائرنگ محدود کرنے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ بعد میں کوتوالی میں بھی ایک انسپکٹر نے ان سے دریافت کیا۔ کہ یہ حکم کیا درست ہے۔ انہوں نے انسپکٹر سے کہا۔ کہ انہیں اس طرح کی کوئی اطلاع نہیں ملی۔ اور یہ کہ فرائض حسب معمول ادا کئے جائیں۔ اس لئے یہ رائے قائم کرنا مناسب ہوگا۔ کہ فائرنگ میں نرمی گورنمنٹ ہاؤس میں کسی واضح فیصلہ کا نتیجہ نہیں تھی۔ لیکن یہ بات ظاہر ہی ہے۔ کہ ایسے اقدام کا حوصلہ شکن نتیجہ ہی برآمد ہو سکتا ہے۔ کیونکہ فائرنگ کرنے والے آخر اسلحہ کا کوئی تجربہ تو نہیں کر رہے تھے۔ فائرنگ کرنے کی وجہ یہ تھی۔ کہ آتشزنی اور تشدد کے کئی واقعات ہو چکے تھے۔ ہماری فہرست سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ۵ مارچ کو بد امنی کی ۲۰ وارداتیں ہوئیں۔ جن میں آتشزنی کی آٹھ، قتل کی ایک اور لوٹ مار کی دو وارداتیں شامل تھیں۔ ٹانگہ ڈرائیوروں یا دوکانداروں کے منہ کالا کرنے پولیس پر خشت باری کرنے اور ایک جگہ ریلوے ٹرین پر حملہ کرنے کی وارداتیں اس کے علاوہ تھیں۔ پولیس نے نو دفعہ گولی چلائی۔ اس لئے جب اس نوعیت کا حکم جاری کیا جائے۔ تو اس سے پولیس خائف ہو جاتی ہے۔ اسی وجہ سے فوج زیادہ موثر ہوتی ہے۔ کیونکہ اس سے یہ فیصلہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کہ حفاظت خود اختیاری کے لئے کارروائی کر رہی ہے۔ یا نہیں اور ضرورت سے زیادہ قوت کا استعمال تو نہیں کر رہی۔ یہی وجہ تھی۔ کہ جنرل اعظم کے بیان کے مطابق مسٹر انور علی کو یہ شکایت تھی۔ کہ پولیس جب بھی فائرنگ کرتی ہے۔ اس فائرنگ کے بعد تحقیقات شروع کرا دی جاتی ہے۔

فوج سے رابطہ

جب ہم نے سول افسروں کے تحریری بیانات کا مطالعہ کیا۔ تو ہم نے یہ پختہ تاثر حاصل کیا۔ کہ یہ افسوسناک واقعات رک سکتے تھے۔ بشرطیکہ فوج امداد دینے کی خواہاں ہوتی۔ اور فوج اس لئے امداد دینے کی خواہاں نہیں تھی۔ کیونکہ فوجی افسر مکمل کنٹرول حاصل کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ ہمیں یہ دیکھ کر افسوس ہوا۔ کہ ایک ہی مقصد کے لئے سرگرم عمل دو طاقتوں کے درمیان ایسا تکلف پایا جاتا ہے۔ لیکن شہادتوں کے جائزہ کے بعد ہمیں یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی۔ کہ ہر گواہ نے یہ محسوس کیا۔ کہ فوج نے مکمل کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ لیکن یہ احساس دوسرے لوگوں سے سنی سنائی باتوں کا نتیجہ تھا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ہمیں یہ بتایا ہے۔ کہ وہ فوج کی کارکردگی سے پوری طرح مطمئن تھے۔

(باقی کل)

پتہ مطلوب ہے

میاں اسلم وحیدی۔ اے سٹوڈنٹ جو پہلے ۱۳۰ دیوانز ہوسٹل اسلامیہ کالج لاہور میں تھے ان کا موجودہ ایڈریس سے آگاہ ہوں وہ نظارت ہذا کو مطلع فرمائیں۔ اگر وہ خود یہ اعلان پڑھیں تو اپنے ایڈریس سے دفتر ہذا کو مطلع فرمائیں

(ناظر بیت المال ربوہ)

امریکی کانگریس میں خارجہ پالیسی کے متعلق شدید اختلافات رونما ہونے کا امکان

سینیٹر فل برائٹ کی طرف سے مسٹر ونسٹن چرچل کے نظریہ کی حمایت

واشنگٹن ۱۳ جولائی :- امریکی کانگرس میں خارجہ پالیسی پر بحث کے دوران شدید اختلافات رونما ہو سکنے کا امکان ہے۔ اس کی نشان دہی سینیٹر فل برائٹ کے ایک حالیہ سلکی مباحثہ سے ہوتی ہے۔ جو حال ہی میں ان کے اور سینیٹر کپن لوپر کے درمیان ہوا تھا۔ انہوں نے روس کے ساتھ پُرامن طور پر ایک ساتھ زندہ رہ سکنے کے مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے برطانوی وزیر اعظم مسٹر ونسٹن چرچل کے نظریات کی تائید کی۔ اور کہا کہ اگر دونوں کا پُرامن طور پر باہم زندہ رہنا ممکن نہیں ہے۔ تو پھر ہمارے واسطے جنگ کے سوا اور کوئی چارہ نہیں رہے گا۔ اور میں ہرگز اس بات کے حق میں نہیں ہوں۔ کہ ہم از خود روس پر حملہ کریں۔ دوران بحث میں انہوں نے برطانیہ اور امریکہ کے باہمی اختلافات پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے یورپ میں سینیٹر میکارتھی کے اثر و نفوذ کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ اور کہا کہ یہ اختلافات بالآخر عالمی جنگ پر منتج ہو سکتے ہیں مسٹر فل برائٹ نے مزید کہا کہ ہم اپنی نادانی سے سمجھ رہے ہیں کہ ہم اکیلے ہی سب کچھ کر سکتے ہیں حالانکہ یہ انتہائی خطرناک بات ہے۔ کہ خود اتحادیوں میں ہی ہم مقبول نہ رہیں۔ یا ہمارا اثر زائل ہو جائے۔ اگر تمام آزاد قومیں ہماری قوت فیصلہ پر شبہ کا اظہار کرتے ہوئے ہمیں چھوڑ دیں۔ تو ہمارے لئے یہ سخت تشویشناک صورت ہو گی۔ اس کے بالمقابل سینیٹر کپن لوپر نے کہا۔ کمیونزم کے ساتھ طویل مدت تک پُرامن طور پر زندہ رہ سکنے کا خیال بالکل بے معنی ہے کیونکہ اس کا مقصد امریکہ اور دوسرے آزاد ممالک کو روس کی غلامی میں جکڑنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

روس عنقریب ہائیڈروجن بم سے بھی زیادہ مہلک بم تیار کرنے میں کامیاب ہو جائیگا

وہ اس دوڑ میں صرف چند ماہ ہی پیچھے ہے۔ مشہور امریکی سائنسدان ڈاکٹر ایڈورڈ ٹیلر کا بیان

واشنگٹن ۱۳ جولائی :- امریکہ کے مشہور سائنسدان ڈاکٹر ایڈورڈ ٹیلر جن کی شبانہ روز کوششوں کے نتیجہ میں ہائیڈروجن بم جیسا مہلک ہتھیار معرض وجود میں آیا ہے۔ حال ہی میں نیو یارک ٹائمز کے نامہ نگار کو ایک خصوصی ملاقات کے دوران بتایا کہ ایٹمی ہتھیاروں کی دوڑ میں صرف یہی نہیں کہ روس اب امریکہ کے بہت قریب ہوتا جا رہا ہے۔ بلکہ خطرہ یہ ہے کہ وہ کہیں ہائیڈروجن بم سے بھی زیادہ مہلک اور خطرناک بم بنانے میں کامیاب نہ ہو جائے۔ انہوں نے کہا کہ روسی سائنسدان جس تندہی سے اس کام میں مصروف ہیں۔ اس سے اس امر کا امکان روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ سوال اہلیت کا نہیں بلکہ صرف وقت اور عزم کا ہے۔ اگر انہیں وقت میسر آ گیا۔ اور وہ پورے عزم کے ساتھ مصروف عمل رہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ وہ ہائیڈروجن بم کی تیاری میں امریکہ کو مات نہ کر دکھائیں۔ روس میں ہائیڈروجن بم کا پہلا تجربہ اگست ۱۹۵۳ء میں کیا گیا تھا۔ یعنی امریکہ کے پہلے تجربہ کے صرف نو ماہ بعد اس سے ظاہر ہے کہ اس دوڑ میں روس امریکہ سے صرف چند ماہ ہی پیچھے ہے۔

جنیوا میں متنازعہ امریکن سیاستدانوں کا متوقع دورہ

پیرس ۱۳ جولائی :- معلوم ہوا ہے کہ جنیوا میں ہندچینی کے متعلق مذاکرات ختم ہونے سے پہلے ایک ممتاز امریکی سیاستدان وہاں پہنچ جائیگا۔ اور وہ اس امر کی کوشش کرے گا۔ کہ امریکن نمائندوں کی غیر موجودگی سے محاذ اسلامی ٹاک کمزور نہ ہو۔

برطانوی مصری مذاکرات کی تاریخ کے متعلق

مصر کے سیاسی حلقے زیادہ پُرامید نہیں ہیں

قاہرہ ۱۳ جولائی :- تصفیہ سویز کے تصفیہ کے سلسلہ میں برطانیہ کی نئی تجاویز پر غور کرنے کے لئے گذشتہ رات مصری اور برطانوی وفود کے درمیان جو ملاقات ہوئی تھی اس پر فریقین کی طرف سے ابھی تک کسی قسم کا کوئی سرکاری تبصرہ سننے میں نہیں آیا تاہم باخبر حلقوں کا کہنا ہے۔ کہ ملاقات کے اختتام پر فریقین کچھ ایسے تھے۔ کہ مصری تجاویز کو ان کی موجودہ شکل میں منظور نہ کرے گا۔ ان حلقوں کے نزدیک مصری وفد کے ممبران نے ملاقات کے بارے میں جو دو چار مختصر فقرے کہے وہ حوصلہ افزا نہیں تھے۔ اور ان سے قاہرہ کے سفارتی حلقوں کے پُرامید اظہار خیال کی تائید نہیں ہوتی تھی۔ اس سے قبل سفارتی حلقوں کی طرف سے بڑی توقعات کا اظہار کرتے ہوئے امید ظاہر کی گئی تھی۔ کہ تصفیہ کے سمجھوتے پر آئندہ چند ہفتوں کے اندر اندر دستخط ہو جائیں گے۔

معلوم ہوا ہے کہ برطانوی وفد نے اپنی حکومت کو پہلی ملاقات کے حالات سے مطلع کر دیا ہے اور اب وہ مزید ہدایات کا انتظار کر رہا ہے مزید ملاقاتوں کے لئے ابھی تاریخ اور وقت وغیرہ کا کوئی تعین نہیں ہوا ہے۔ یہ اطلاع پہلے ہی موصول ہو چکی ہے کہ نئی برطانوی تجاویز کو امریکہ کی پوری پوری حمایت حاصل ہے۔

—

لاہور ۱۳ جولائی :- مسٹر آئی یعقوب فائننشل کمشنر مال پنجاب ۱۵ جولائی کو دہلی روانہ ہوں گے جہاں وہ ۱۹۴۷ء کے فسادات میں مغوی افراد سے متعلق مختلف مسائل پر تبادلہ خیالات کریں گے

—

ہنوئی ۱۳ جولائی :- پولیس نے کل یہاں سے چالیس میل کے فاصلہ پر ایک قصبہ میں کرفیو نافذ کر دیا کیونکہ قوم پرور دوں نے وہاں ۲ فرانسیسیوں کو مشین گنوں سے ہلاک کر دیا تھا۔ اور ۶ فرانسیسی زخمی ہو گئے تھے۔

ایک برمی افسر نے ۵ سپاہیوں کو مار ڈالا

رنگون ۱۳ جولائی :- ساندوے کے قریب ایک ریلوے پل کی محافظ پلٹن کے انچارج نان کمیشنڈ افسر نے ۵ سپاہیوں کو مار ڈالا اور تین کو سخت مجروح کر دیا۔ اس کے بعد پلٹن کے باورچی نے اس کو گولی کا نشانہ بنا دیا بیان کیا جاتا ہے۔ کہ سپاہیوں نے اعلیٰ افسروں کو مطلع کر دیا تھا۔ کہ افسر مذکور نے پریڈ کے دوران انہیں ریوالور سے ہلاک کر دینے کی دھمکی دی ہے۔